ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY

Name:

Registration No.:

Course Code: 1952

Program: BS Islamic Studies (Spec. Qur'an & Tafsir)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ISLAMABAD ,ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

کورس: قرآنی عربی (1952) • سطح: بی۔ایس علوم اسلامیہ (تخصص قرآن و تفسیر)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ نمبر: 1 تا 5)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ امتحانی مشق گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعے اور حوالے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس کو غور سے پڑھیں، قواعد اور مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر امتحانی مشق اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سوال نمبر 1: اسم کی تعریف، علامات اور عربی مثالیں (20 نمبر)

اسم کی تعریف اور علامات تحریر کیجیے اور اسم کی عربی مثالیں مع اردو یا انگریزی ترجمہ لکھیے۔

مقدمہ

عربی زبان سیکھنے کا پہلا اور بنیادی سبق کلمے کی پہچان ہے۔ عربی گرامر (علم نحو و صرف) میں ہر بامعنی لفظ کو "کلمہ" کہتے ہیں اور کلمے کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ قرآن مجید کی زبان سمجھنے کے لیے ان تینوں کی پہچان ناگزیر ہے، کیونکہ جب تک طالب علم یہ نہ جانے کہ آیت میں کون سا لفظ اسم ہے، کون سا فعل اور کون سا حرف، اس وقت تک وہ نہ اعراب کی درست تعیین کر سکتا ہے، نہ ترجمے میں فاعل و مفعول کی پہچان اور نہ ہی مفہوم کی صحت۔ اس سوال میں اسم کی تعریف، اس کی علامات اور قرآن و عربی زبان سے اس کی مثالیں اردو و انگریزی ترجمے کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں، تاکہ طالب علم ہر قرآنی جملے میں اسم کو خود پہچان سکے۔

اسم کی تعریف

لغوی اعتبار سے "اسم" کا مادہ "س م و" ہے جس کے معنی بلندی اور ظہور کے ہیں، اور بعض علما کے نزدیک یہ "وسم" سے ماخوذ ہے جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں، گویا اسم اپنے مسمّیٰ یعنی جس چیز کا نام رکھا گیا ہو، اس کی علامت اور نشانی ہوتا ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: "اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی بذات خود دلالت کرے اور اس کے معنی کے ساتھ زمانے (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ شامل نہ ہو۔" یعنی اسم کسی شخص، جگہ، چیز، کیفیت یا عمل کے نام کو کہتے ہیں، مثلاً: مُحَمَّدٌ (ایک شخص کا نام)، مَكَّةُ (جگہ کا نام)، كِتَابٌ (چیز کا نام)، عِلْمٌ (کیفیت کا نام) اور ضَرْبٌ (عمل یعنی مارنے کا نام، جسے مصدر کہتے ہیں)۔ فعل سے اسم کا امتیاز یہ ہے کہ فعل میں ہمیشہ زمانہ پایا جاتا ہے، جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا، ماضی) اور يَضْرِبُ (وہ مارتا ہے، حال)، جبکہ اسم میں زمانے کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔

اسم کی علامات

عربی کے ماہرین نے اسم کو پہچاننے کے لیے کئی علامات مقرر کی ہیں۔ جس کلمے میں ان میں سے کوئی ایک علامت بھی پائی جائے وہ اسم ہو گا۔ مشہور علامات درج ذیل ہیں:

1۔ تنوین

تنوین اسم کی سب سے نمایاں علامت ہے۔ جس لفظ کے آخر میں تنوین (ٌ ٍ ً) آئے وہ اسم ہوتا ہے، مثلاً کِتَابٌ، رَجُلٍ، قَلَمًا۔ فعل اور حرف پر تنوین کبھی نہیں آتی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" — اس میں "رَبِّكَ" تنوین نہیں رکھتا کیونکہ وہ مضاف ہے، البتہ عام اسماء پر تنوین عام پائی جاتی ہے۔

2۔ الف لام (ال) کا داخل ہونا

جس لفظ کے شروع میں "ال" (لام تعریف) داخل ہو وہ اسم ہوتا ہے، مثلاً اَلْكِتَاب، اَلرَّجُلُ، اَلشَّمْسُ۔ فعل کے شروع میں "ال" کبھی داخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ "ال" والا لفظ ہمیشہ معرفہ یعنی پہچانا ہوا ہوتا ہے۔

3۔ حرف جر کا اس سے پہلے آنا اور اس کا مجرور ہونا

حروف جر (مِنْ، اِلَى، فِيْ، عَلَى، عَنْ وغیرہ) صرف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اسے جر کی حالت میں لے آتے ہیں۔ جس لفظ سے پہلے حرف جر آئے یا جو لفظ مجرور ہو وہ اسم ہے، مثلاً فِي الْمَسْجِدِ، مِنَ الْبَيْتِ، عَلَى الْكُرْسِيِّ۔ قرآن میں ہے: "سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"، یہاں "الْمَسْجِدِ" حرف جر "مِنْ" کی وجہ سے مجرور ہے اور یہ اسم ہے۔

4۔ ندا کا داخل ہونا

جس لفظ کو حرف ندا (یَا، اَیُّھَا وغیرہ) کے ساتھ پکارا جائے وہ اسم ہوتا ہے، مثلاً یَا مُحَمَّدُ، یَا اَیُّھَا الْاِنْسَانُ۔ قرآن مجید میں بار بار "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا" آیا ہے، جس میں پکارا جانے والا لفظ اسم ہی ہے۔

5۔ مضاف ہونا

جو لفظ کسی دوسرے لفظ کی طرف مضاف ہو (یعنی اس کی اضافت کی گئی ہو) وہ اسم ہوتا ہے، مثلاً کِتَابُ الطَّالِبِ (طالب علم کی کتاب) اور بَیْتُ اللہِ (اللہ کا گھر)۔ فعل کبھی مضاف نہیں بنتا۔ اسی طرح جس کی طرف اضافت کی جائے (مضاف الیہ) وہ بھی اسم ہوتا ہے اور ہمیشہ مجرور رہتا ہے۔

6۔ تثنیہ اور جمع بننا، اور تصغیر

جس لفظ کا تثنیہ (دو کا صیغہ) اور جمع بن سکے وہ اسم ہے، مثلاً کِتَابٌ سے کِتَابَانِ اور کُتُبٌ، اور مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ اور مُسْلِمُوْنَ۔ اسی طرح جس لفظ کی تصغیر (چھوٹا کرنے کا صیغہ) بنے، جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ، وہ بھی اسم ہے۔ یہ خصوصیات فعل میں نہیں پائی جاتیں۔

7۔ مسند الیہ بننا

جس لفظ کے بارے میں کوئی خبر دی جا سکے، یعنی جو مبتدا یا فاعل بن سکے، وہ اسم ہے، مثلاً "اَلْعِلْمُ نَافِعٌ" (علم نافع ہے) میں "اَلْعِلْمُ" مبتدا ہے اور "اَلطَّالِبُ نَجَحَ" میں "اَلطَّالِبُ" فاعل ہے۔ فعل بذات خود خبر تو بن سکتا ہے مگر اس کے بارے میں خبر نہیں دی جا سکتی۔

اسم کی عربی مثالیں مع اردو و انگریزی ترجمہ

درج ذیل جدول میں اسم کی دس واضح مثالیں دی گئی ہیں، ہر مثال میں اسم کی علامت بھی نشاندہی کی گئی ہے تاکہ طالب علم علامت دیکھ کر اسم پہچاننے کی مشق کر سکے:

جدول 1: اسم کی مثالیں، علامات اور ترجمہ

نمبر	عربی مثال (اسم خط کشیدہ مفہوم میں)	اسم کی علامت	اردو ترجمہ	English Translation

.This is a blessed book	یہ ایک بابرکت کتاب ہے۔	تنوین	هٰذَا كِتَابٌ مُّبَارَكٌ	1
The mosque is near .the house	مسجد گھر کے قریب ہے۔	ال اور حرف جر	اَلْمَسْجِدُ قَرِيْبٌ مِنَ الْبَيْتِ	2
s book is 'The student .on the desk	طالب علم کی کتاب میز پر ہے۔	اضافت	كِتَابُ الطَّالِبِ عَلَى الْمَكْتَبِ	3
I am ,Indeed !O Moses .Allah	اے موسیٰ! بے شک میں ہی اللہ ہوں۔	ندا	يَامُوْسٰى! اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ	4
The Muslims are .brothers	مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔	جمع اور ال	اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ	5
The two teachers went .to the school	دونوں استاد مدرسے گئے۔	تثنیہ	ذَهَبَ الْمُعَلِّمَانِ اِلَى الْمَدْرَسَةِ	6
Knowledge is light and ignorance is .darkness	علم روشنی ہے اور جہالت اندھیرا ہے۔	مسند الیہ (مبتدا)	اَلْعِلْمُ نُوْرٌ وَالْجَهْلُ ظَلَامٌ	7
In Paradise there are .rivers of water	جنت میں پانی کی نہریں ہیں۔	حرف جر اور تنوین	فِي الْجَنَّةِ اَنْهَارٌ مِنْ مَّآءٍ	8
This is a new	یہ ایک نئی گھڑی ہے۔	تنوین اور مؤنث ہونا	هٰذِهِ سَاعَةٌ جَدِيْدَةٌ	9

.watch/clock				
The House of Allah is -in Makkah al .Mukarramah	اللہ کا گھر مکہ مکرمہ میں ہے۔	اضافت	بَيْتُ اللهِ فِيْ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ	10

ان مثالوں پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسم کی پہچان مشکل نہیں: کہیں تنوین نظر آئی ہے کہیں "ال"، کہیں حرف جر، کہیں اضافت اور کہیں ندا۔ قرآن مجید پڑھتے ہوئے اگر طالب علم ہر آیت میں پہلے اسماء کو الگ کر لے تو بقیہ کلمات میں فعل اور حرف کی پہچان خود بخود آسان ہو جاتی ہے، کیونکہ فعل زمانے اور فاعل کی ضمیر سے پہچانا جاتا ہے اور حروف کی تعداد محدود (تقریباً اسی) ہے جنہیں یاد کیا جا سکتا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص، جگہ، چیز، کیفیت یا عمل کا نام ہو اور اس میں زمانہ شامل نہ ہو۔ اس کی پہچان کی سات بڑی علامات ہیں: تنوین، الف لام، حرف جر و جر، ندا، اضافت، تثنیہ و جمع و تصغیر، اور مسند الیہ بننا۔ ان علامات کی مشق قرآن مجید کی آیات پر کرنے سے طالب علم کی ترجمہ و ترکیب کی استعداد تیزی سے بڑھتی ہے، اس لیے ہر نئے سبق میں اسماء کو الگ کر کے ان کی علامات لکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

سوال نمبر 2: جملہ فعلیہ کی تعریف، اجزاء، قواعد اور مثالیں (20 نمبر)

جملہ فعلیہ کی تعریف اور اس کے اجزاء اور قواعد تحریر کیجیے اور جملہ فعلیہ کی پانچ عربی مثالیں اردو یا انگریزی ترجمے کے ساتھ لکھیے۔

مقدمہ

عربی جملے کی دو بڑی قسمیں ہیں: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ جملہ اسمیہ اسم سے شروع ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ فعل سے۔ قرآن مجید کے بیشتر جملے فعلیہ ہیں، کیونکہ قرآن میں واقعات، احکام اور اعمال کا بیان کثرت سے ملتا ہے۔ جملہ فعلیہ کو سمجھے بغیر نہ آیت کا صحیح ترجمہ ممکن ہے اور نہ فاعل و مفعول کی درست تعیین۔ ذیل میں جملہ فعلیہ کی تعریف، اس کے اجزاء، اس کے اہم قواعد اور پانچ قرآنی و عربی مثالیں ترجمے کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔

جملہ فعلیہ کی تعریف

جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جو فعل سے شروع ہو اور جس میں فعل (مسند) کی نسبت فاعل (مسند الیہ) کی طرف کی گئی ہو۔ یعنی جس جملے کی بنیاد کوئی کام یا واقعہ ہو اور اس کام کے کرنے والے کا ذکر ہو، وہ جملہ فعلیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً: ”نَجَحَ الطَّالِبُ“ (طالب علم کامیاب ہوا)۔ اس جملے میں ”نَجَحَ“ فعل ہے اور ”الطَّالِبُ“ اس کا فاعل۔ اسی طرح ”یَکْتُبُ الْمُعَلِّمُ الدَّرْسَ“ (استاد سبق لکھتا ہے) میں جملہ ”یَکْتُبُ“ فعل سے شروع ہو رہا ہے، لہٰذا یہ جملہ فعلیہ ہے۔

جملہ فعلیہ کے اجزاء

1۔ فعل

فعل جملہ فعلیہ کا پہلا اور لازمی جز ہے۔ یہ ماضی ہو سکتا ہے (کَتَبَ)، مضارع ہو سکتا ہے (یَکْتُبُ) یا امر ہو سکتا ہے (اِقْرَأْ)۔ فعل میں زمانہ اور فاعل کی طرف نسبت پائی جاتی ہے، اور فعل عام طور پر جملے کے شروع میں آتا ہے۔ فعل یا تو لازم ہوتا ہے جسے مفعول کی ضرورت نہیں (جیسے جَلَسَ الرَّجُلُ) یا متعدی ہوتا ہے جس کے لیے مفعول بہ ضروری ہے (جیسے شَرِبَ الْوَلَدُ الْمَاءَ)۔

2۔فاعل

فاعل وہ اسم مرفوع ہے جس کی طرف فعل کی نسبت کی گئی ہو، یعنی کام کرنے والا۔ فاعل ہمیشہ حالت رفع میں ہوتا ہے: مفرد ہو تو ضمہ (جَاءَ الرَّجُلُ)، تثنیہ ہو تو الف (جَاءَ الرَّجُلَانِ) اور جمع مذکر سالم ہو تو واؤ (جَاءَ الْمُسْلِمُونَ) اس کی علامت رفع ہے۔ فاعل ظاہر اسم بھی ہو سکتا ہے (کَتَبَ خَالِدٌ) اور ضمیر مستتر بھی (کَتَبَ = اس نے لکھا، فاعل "ھُوَ" مستتر ہے)۔

3۔متعلقات: مفعول بہ اور دیگر

فعل متعدی کے بعد مفعول بہ آتا ہے جو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، مثلاً "قَرَأَ الطَّالِبُ الْكِتَابَ"۔ اس کے علاوہ جملے میں ظرف (زمان و مکان)، حال، مفعول مطلق اور جار مجرور جیسے متعلقات آسکتے ہیں جو مفہوم کو مکمل کرتے ہیں، مگر جملہ فعلیہ کے بنیادی ارکان فعل اور فاعل ہی ہیں؛ ان دونوں کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوتا۔

جملہ فعلیہ کے قواعد

قاعدہ1: فعل کا فاعل سے پہلے آنا

جملہ فعلیہ میں اصل ترتیب یہ ہے کہ پہلے فعل آئے پھر فاعل۔ اگر اسم پہلے آجائے اور فعل بعد میں، تو عام طور پر وہ جملہ اسمیہ بن جاتا ہے جس کا خبر جملہ فعلیہ ہوتا ہے، مثلاً "اَلطَّالِبُ نَجَحَ" جملہ اسمیہ ہے۔

قاعدہ2: فعل ہمیشہ مفرد (واحد) رہتا ہے

فاعل خواہ تثنیہ ہو یا جمع، جملے کے شروع میں آنے والا فعل ہمیشہ واحد کے صیغے میں آتا ہے۔ چنانچہ کہیں گے: "حَضَرَ الطَّالِبُ"، "حَضَرَ الطَّالِبَانِ" اور "حَضَرَ الطُّلَّابُ" — تینوں میں فعل "حَضَرَ" واحد ہے۔ البتہ فاعل کی تثنیہ و جمع کی علامت فاعل ہی پر ظاہر ہوتی ہے، فعل پر نہیں۔

قاعدہ3: فعل کی تذکیر و تانیث فاعل کے مطابق

فاعل مذکر ہو تو فعل مذکر آتا ہے (قَامَ الرَّجُلُ) اور فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل پر تانیث کی علامت آتی ہے (قَامَتِ الْمَرْأَةُ)۔ فاعل جمع مؤنث یا غیر عاقل کی جمع ہو تو فعل واحد مؤنث بھی آ سکتا ہے، مثلاً "جَاءَتِ النِّسَاءُ" اور قرآن میں "مَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا"۔

قاعدہ4: فاعل کا مرفوع اور مفعول کا منصوب ہونا

فاعل ہمیشہ مرفوع اور مفعول بہ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ یہی اعرابی فرق ترجمے میں "نے" اور "کو" کا تعین کرتا ہے: "ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا" کا ترجمہ ہو گا "زید نے عمرو کو مارا"۔ اعراب بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے، اسی لیے قرآن کے ترجمے میں اس قاعدے کی پابندی بنیادی شرط ہے۔

قاعدہ5: فعل کی فاعل سے مطابقت ضمیر مستتر میں

جب فاعل ظاہر نہ ہو تو فعل کے اندر ضمیر مستتر فاعل ہوتی ہے، جس کا تعین فعل کے صیغے سے ہوتا ہے: "كَتَبَ" میں "هُوَ"، "كَتَبَتْ" میں "هِيَ"، "كَتَبُوا" میں واؤ جماعت فاعل ہے۔ ترجمہ کرتے وقت اسی ضمیر کے مطابق "اس نے، اس (عورت) نے، انہوں نے" کہا جائے گا۔

جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ میں فرق

جدول 2: جملہ فعلیہ و اسمیہ کا موازنہ

پہلو	جملہ فعلیہ	جملہ اسمیہ
آغاز	فعل سے شروع ہوتا ہے: نَجَحَ الطَّالِبُ	اسم سے شروع ہوتا ہے: اَلطَّالِبُ نَاجِحٌ
ارکان	فعل + فاعل	مبتدا + خبر
مفہوم	کسی کام کے واقع ہونے / جاری رہنے پر دلالت	ثبوت و دوام اور صفت کے قائم ہونے پر دلالت

اعراب	فاعل مرفوع، مفعول منصوب	مبتدا اور خبر دونوں مرفوع

جملہ فعلیہ کی پانچ عربی مثالیں مع ترجمہ

جدول 3: جملہ فعلیہ کی پانچ مثالیں

نمبر	عربی جملہ	اردو ترجمہ	English Translation	فعل و فاعل
1	خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ	اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔	Allah created the heavens and the earth.	خَلَقَ فعل، اللهُ فاعل
2	يَكْتُبُ الطَّالِبُ الدَّرْسَ فِي الدَّفْتَرِ	طالب علم کاپی میں سبق لکھتا ہے۔	The student writes the lesson in the notebook.	يَكْتُبُ فعل، الطَّالِبُ فاعل
3	قَرَأَتْ فَاطِمَةُ الْقُرْآنَ فِي الصَّبَاحِ	فاطمہ نے صبح قرآن پڑھا۔	Fatimah read the Qur'an in the morning.	قَرَأَتْ فعل، فَاطِمَةُ فاعل
4	يُسَاعِدُ الْمُسْلِمُوْنَ الْفُقَرَاءَ	مسلمان غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔	The Muslims help the poor.	يُسَاعِدُ فعل، الْمُسْلِمُوْنَ فاعل
5	اِجْتَهِدْ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ	علم حاصل کرنے میں محنت کرو۔	Strive hard in seeking knowledge.	اِجْتَهِدْ فعل امر، فاعل أَنْتَ مستتر

پہلی مثال میں فعل ماضی ہے اور یہ سورۃ العنکبوت سمیت قرآن میں بارہا آیا ہوا اسلوب ہے۔ دوسری مثال فعل مضارع کی ہے جس میں حال و مستقبل کا مفہوم ہے۔ تیسری مثال میں فاعل مؤنث (فَاطِمَةُ) ہے اس لیے فعل پر "ت" تانیث آئی ہے۔ چوتھی مثال میں فاعل جمع مذکر سالم ہے مگر فعل پھر بھی واحد (يُسَاعِدُ) آیا ہے، جو قاعدہ نمبر 2 کی عملی تصویر ہے۔ پانچویں مثال فعل امر کی ہے جس میں فاعل ضمیر "أَنْتَ" مستتر ہے۔ ان پانچوں مثالوں میں جملہ فعل سے شروع ہوا ہے، لہٰذا سب جملہ فعلیہ ہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ جملہ فعلیہ فعل سے شروع ہوتا ہے، اس کے دو بنیادی رکن فعل اور فاعل ہیں، جن میں فاعل ہمیشہ واحد رہتا ہے، تذکیر و تانیث میں فاعل کی پیروی کرتا ہے، فاعل مرفوع اور مفعول منصوب ہوتا ہے۔ ان قواعد کی پہچان قرآن کے صحیح ترجمے کی کنجی ہے، کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ فعل کا فاعل کون ہے، آیت کے مفہوم میں سنگین غلطی کا امکان رہتا ہے۔

سوال نمبر 3: مرکب عددی کا مفہوم، اجزاء اور اصول مع انگریزی ترجمہ (20 نمبر)

مرکب عددی کا مفہوم، اجزاء اور اصول مع عربی امثلہ لکھیے اور مثالوں کا انگریزی میں ترجمہ کیجیے۔

مقدمہ

قرآن مجید میں اعداد کا ذکر کثرت سے آیا ہے: سات آسمان، بارہ چشمے، گیارہ ستارے، تین سو نو سال، ایک ہزار مہینے سے بہتر رات وغیرہ۔ ان آیات کا صحیح ترجمہ اسی وقت ممکن ہے جب طالب علم کو عربی اعداد کے استعمال کے قواعد معلوم ہوں۔ عربی میں عدد اور اس کی گنی جانے والی چیز (معدود) کے ملنے سے جو ترکیب بنتی ہے اسے مرکب عددی کہتے ہیں، اور یہ عربی گرامر کے مشکل ترین ابواب میں سے ہے کیونکہ مختلف عددی گروہوں کے احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ذیل میں مرکب عددی کا مفہوم، اس کے اجزاء اور مرحلہ وار اصول مثالوں اور انگریزی ترجمے کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

مرکب عددی کا مفہوم اور اجزاء

مرکب عددی اس ترکیب کو کہتے ہیں جس میں عدد اور معدود مل کر کسی چیز کی گنتی بیان کریں۔ اس کے دو اجزاء ہیں: (1) اَلعَدَد: گننے والا لفظ، جیسے ثَلَاثَۃٌ، خَمْسَۃٌ، اَحَدَ عَشَرَ۔ (2) اَلْمَعْدُوْد: وہ چیز جسے گنا جائے، جیسے کُتُبٌ، رِجَالٌ، نِسَاءٌ۔ مثال: "ثَلَاثَۃُ کُتُبٍ" (تین کتابیں) میں "ثَلَاثَۃٌ" عدد اور "کُتُبٍ" معدود ہے۔ عدد کی بڑی اقسام یہ ہیں: مفرد اعداد (1 تا 10)، مرکب اعداد (11 تا 19)، عقود (20، 30 تا 90)، معطوف اعداد (21 تا 99) اور سو و ہزار (مِائَۃ، اَلْف)۔ ہر قسم کے احکام میں جنس (تذکیر و تانیث) اور اعراب (رفع، نصب، جر) کے اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے، اسی لیے ان اصولوں کو الگ الگ بیان کرنا ضروری ہے۔

اصول نمبر 1: ایک اور دو (وَاحِد، اِثْنَان)

ایک اور دو کے لیے عربی میں مستقل مرکب نہیں بنتا بلکہ یہ دونوں لفظ معدود کے بعد اس کی نعت (صفت) بن کر آتے ہیں اور جنس و اعراب میں معدود کے تابع ہوتے ہیں۔ مثلاً مذکر کے لیے: کِتَابٌ وَاحِدٌ (ایک کتاب)، کِتَابَانِ اثْنَانِ (دو کتابیں)؛ مؤنث کے لیے: سَاعَۃٌ وَاحِدَۃٌ (ایک گھڑی)، سَاعَتَانِ اثْنَتَانِ (دو گھڑیاں)۔ عموماً "ایک" کے مفہوم کے لیے صرف واحد کا صیغہ اور "دو" کے لیے تثنیہ ہی کافی ہوتا ہے، عدد لانا تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ انگریزی ترجمہ: One book ;two books ;one clock ;two clocks۔ قرآن مجید میں ہے: "اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ" (تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے) — یہاں "وَاحِدٌ"، "اِلٰهٌ" کی صفت ہے۔

اصول نمبر 2: تین سے دس تک (3–10)

تین سے دس تک کے اعداد میں تین احکام ہیں: (الف) جنس کی مخالفت: عدد معدود کی جنس کے برعکس آتا ہے، یعنی معدود مذکر ہو تو عدد مؤنث صورت میں (ثَلَاثَۃُ رِجَالٍ: تین مرد) اور معدود مؤنث ہو تو عدد مذکر صورت میں آتا ہے (ثَلَاثُ نِسَاءٍ: تین عورتیں)۔ (ب) معدود جمع آتا ہے: ثَلَاثَۃُ کُتُبٍ، خَمْسَۃُ اَقْلَامٍ۔ (ج) معدود مجرور ہوتا ہے کیونکہ یہ ترکیب اضافت کی صورت میں ہوتی ہے: عدد مضاف اور معدود مضاف الیہ ہوتا ہے۔ انگریزی مثالیں: Three men ;three women ;five pens ;ten

books = عَشَرَةُ كُتُبٍ۔ قرآن میں ہے: "فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ" (تو تین دن کے روزے) — "أَيَّام" مذکر ہے اس لیے عدد "ثَلَاثَة" مؤنث صورت میں آیا اور معدود جمع مجرور ہے۔

اصول نمبر 3: گیارہ اور بارہ (11–12)

گیارہ اور بارہ میں عدد کے دونوں جز معدود کی جنس کے موافق ہوتے ہیں: مذکر کے لیے أَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اور اِثْنَا عَشَرَ (بارہ)، مؤنث کے لیے إِحْدَى عَشْرَةَ اور اِثْنَتَا عَشْرَةَ۔ معدود ہمیشہ مفرد اور منصوب آتا ہے کیونکہ وہ تمیز ہوتا ہے۔ مثالیں: جَاءَ أَحَدَ عَشَرَ طَالِبًا (گیارہ طالب علم آئے) — Eleven students came؛ عِنْدِي اِثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً (میرے پاس بارہ گھڑیاں ہیں) — I have twelve watches۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اسی قاعدے کی مشہور مثال ہے: "إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا" (میں نے گیارہ ستارے دیکھے) — "كَوْكَب" مذکر ہے اس لیے عدد کے دونوں جز مذکر آئے اور معدود مفرد منصوب ہے۔ اسی طرح "فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا" میں "عَيْن" مؤنث ہے اس لیے عدد بھی مؤنث آیا۔

اصول نمبر 4: تیرہ سے انیس تک (13–19)

تیرہ سے انیس تک کے اعداد دو جزوں سے مرکب ہوتے ہیں اور ان میں مخلوط حکم چلتا ہے: پہلا جز (اکائی: تین تا نو) معدود کی جنس کے مخالف آتا ہے، جبکہ دوسرا جز (عَشَرَ / عَشْرَةَ) معدود کے موافق آتا ہے۔ معدود یہاں بھی مفرد منصوب (تمیز) ہوتا ہے۔ مثالیں: قَرَأْتُ خَمْسَةَ عَشَرَ كِتَابًا (میں نے پندرہ کتابیں پڑھیں) — I read fifteen books؛ یہاں "كِتَاب" مذکر ہے تو اکائی "خَمْسَة" مخالف (مؤنث صورت) اور "عَشَرَ" موافق آیا۔ مؤنث کے لیے: رَأَيْتُ سَبْعَ عَشْرَةَ طَالِبَةً (میں نے سترہ طالبات دیکھیں) — I saw seventeen students (female)؛ یہاں اکائی "سَبْعَ" مذکر صورت میں (مخالف) اور "عَشْرَةَ" مؤنث (موافق) ہے۔ یہ اعداد مبنی علی الفتح ہوتے ہیں، یعنی ان کے اعراب محلّی ہوتے ہیں۔

اصول نمبر5: عقود، بیس سے نوے تک(20–90)

بیس، تیس، چالیس تا نوے کے اعداد کو "عقود" کہتے ہیں: عِشْرُوْنَ،ثَلَاثُوْنَ، اَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْنَ، سِتُّوْنَ، سَبْعُوْنَ، ثَمَانُوْنَ، تِسْعُوْنَ۔ ان کے احکام: (الف) یہ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے ایک ہی صورت رکھتے ہیں، جنس کا فرق نہیں ہوتا۔(ب) ان کا اعراب جمع مذکر سالم کی طرح ہوتا ہے: رفع میں واؤ(عِشْرُوْنَ) اور نصب و جر میں یاء(عِشْرِیْنَ)۔(ج) معدود مفرد منصوب آتا ہے۔مثالیں: فِي الْفَصْلِ ثَلَاثُوْنَ طَالِبًا وَثَلَاثُوْنَ طَالِبَةً (جماعت میں تیس طالب علم اور تیس طالبات ہیں) — There are thirty male students and thirty female students in the class۔ قرآن میں ہے: "وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً" (ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا) —یہاں "ثَلَاثِيْنَ" منصوب حالت میں یاء کے ساتھ آیا اور "لَيْلَةً" معدود مفرد منصوب ہے۔اور "حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا" میں "ثَمَانُوْنَ" خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اصول نمبر6: سو، ہزار اور معطوف اعداد

سو(مِائَة) اور ہزار (اَلْف) کے بعد معدود مفرد مجرور آتا ہے کیونکہ ترکیب اضافت کی ہوتی ہے: مِائَةُ كِتَابٍ (سو کتابیں) — One hundred books؛ اَلْفُ رَجُلٍ(ایک ہزار مرد) — One thousand men۔ قرآن میں ہے: "فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ" (اللہ نے اسے سو سال تک مار دیا)۔اکیس سے ننانوے تک کے "معطوف" اعداد میں اکائی کا جز اپنے متعلقہ اصول(مخالفت یا موافقت) کے مطابق اور عقود کا جز عقود کے قاعدے سے آتا ہے، اور معدود مفرد منصوب رہتا ہے: وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ كِتَابًا(اکیس کتابیں) — Twenty-one books۔احادیث و قرآن میں "تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا" (اللہ کے ننانوے نام) اسی ترکیب کی ممتاز مثال ہے۔

مرکب عددی کا خلاصہ جدول

جدول4: مرکب عددی کے اصول کا خلاصہ

عددی گروہ	جنس کا حکم	معدود کی صورت	عربی مثال	English
2–1	معدود کے موافق (نعت بن کر)	عدد معدود کے بعد آتا ہے	كِتَابٌ وَاحِدٌ	One book

Three men	ثَلَاثَةُ رِجَالٍ	جمع، مجرور	معدود کے مخالف	10–3
Eleven stars	أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا	مفرد، منصوب	دونوں جز موافق	12–11
Fifteen books	خَمْسَةَ عَشَرَ كِتَابًا	مفرد، منصوب	پہلا جز مخالف، دوسرا موافق	19–13
Thirty students	ثَلَاثُونَ طَالِبًا	مفرد، منصوب	ایک ہی صورت	90–20 (عقود)
One hundred years	مِائَةُ عَامٍ	مفرد، مجرور	—	1000،100

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ مرکب عددی عدد اور معدود کی ترکیب ہے۔ اس کے اصول یاد رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے: تین سے دس مخالف جنس کے ساتھ جمع مجرور معدود، گیارہ سے انیس مفرد منصوب معدود کے ساتھ، عقود یکساں صورت میں، اور سو و ہزار کے بعد مفرد مجرور۔ ان اصولوں پر عبور قرآن مجید کی ان آیات کے ترجمے کے لیے ناگزیر ہے جن میں اعداد آئے ہیں، اس لیے ہر گروہ کی دو دو مثالیں خود بنا کر لکھنے کی مشق کرنی چاہیے۔

سوال نمبر 4: واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریف اور دیے گئے الفاظ کی تثنیہ و جمع (20 نمبر)

واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریف لکھیے اور مندرجہ ذیل واحد الفاظ کی تثنیہ اور جمع مع اردو یا انگریزی ترجمے تحریر کیجیے: كِتَابٌ، سَاعَةٌ، اِمْرَأَةٌ، بَيْتٌ، طَالِبٌ، صَالِحٌ، مُسْلِمٌ، سَارِقَةٌ، عَيْنٌ، مَدِينَةٌ۔

مقدمہ

عربی زبان کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں "دو" کے لیے الگ صیغہ موجود ہے جسے تثنیہ کہتے ہیں، جبکہ اردو اور انگریزی میں صرف واحد اور جمع ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں تثنیہ بکثرت استعمال ہوا ہے، مثلاً "اَلْوَالِدَانِ"، "اَلْاَخَوَانِ" اور "یَدَاہُ"۔ اس سوال میں واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریفیں بیان کر کے دیے گئے دس واحد الفاظ کی تثنیہ اور جمع ترجمے کے ساتھ پیش کی جاتی ہے، اور ساتھ ہر لفظ کی جمع کی قسم (جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم یا جمع تکسیر) بھی بتائی جاتی ہے۔

واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریفیں

واحد

واحد وہ اسم ہے جو صرف ایک شخص، جگہ یا چیز پر دلالت کرے، مثلاً کِتَابٌ (ایک کتاب)، رَجُلٌ (ایک مرد)، سَاعَةٌ (ایک گھڑی)۔ انگریزی میں اسے Singular کہتے ہیں۔ واحد کی علامت یہ ہے کہ اس کے آخر میں عام طور پر تنوین ہوتی ہے اور اس کا کوئی تثنیہ یا جمع والا لاحقہ ساتھ نہیں ہوتا۔

تثنیہ

تثنیہ وہ اسم ہے جو دو اشیاء پر دلالت کرے۔ عربی میں تثنیہ بنانے کے لیے واحد کے آخر میں رفع کی حالت میں "انِ" (الف اور نون) اور نصب و جر کی حالت میں "ینِ" بڑھا دیا جاتا ہے: کِتَابٌ سے کِتَابَانِ (دو کتابیں، رفع) اور کِتَابَیْنِ (نصب و جر)۔ مؤنث کے لیے تاء مربوطہ (ۃ) تثنیہ میں کھلی تاء (ت) میں بدل جاتی ہے: سَاعَةٌ سے سَاعَتَانِ۔ انگریزی میں تثنیے کا کوئی الگ صیغہ نہیں، اس لیے اس کا ترجمہ "owt" لگا کر کیا جاتا ہے، مثلاً two books۔ تثنیہ بھی اسم ہی ہوتا ہے اور فاعل بنے تو مرفوع (الف سے) اور مفعول بنے تو منصوب (یاء سے) ہوتا ہے: "قَرَأْتُ الْكِتَابَيْنِ" (میں نے دونوں کتابیں پڑھیں)۔

جمع

جمع وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ پر دلالت کرے، مثلاً کُتُبٌ (کتابیں)، رِجَالٌ (مرد، کئی مرد)۔ عربی میں جمع کی تین قسمیں ہیں: (1) جمع مذکر سالم: واحد کے آخر میں رفع میں "ونَ" اور نصب و جر میں "ینَ" لگتا ہے اور واحد کی صورت نہیں بدلتی: مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُونَ، مُسْلِمِیْنَ۔ یہ صرف عاقل مذکر کے لیے آتی ہے۔(2) جمع مؤنث سالم: واحد کے آخر سے تاء مربوطہ ہٹا کر "ات" لگایا جاتا ہے: سَاعَةٌ سے سَاعَاتٌ، مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔(3) جمع تکسیر (جمع مکسر): واحد کی اندرونی صورت بدل جاتی ہے اور حروف کی ترتیب یا حرکات بدل کر نئی صورت بنتی ہے: کِتَابٌ سے کُتُبٌ، بَیْتٌ سے بُیُوْتٌ، رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔ قرآن میں تینوں قسمیں بکثرت ملتی ہیں۔

دیے گئے الفاظ کی تثنیہ اور جمع مع ترجمہ

جدول 5: دس الفاظ کی تثنیہ اور جمع

نمبر	واحد — اردو (English)	تثنیہ (رفع / نصب و جر)	جمع	جمع کی قسم
1	كِتَابٌ — کتاب (a book)	كِتَابَانِ / كِتَابَيْنِ — دو کتابیں (two books)	كُتُبٌ — کتابیں (books)	جمع تکسیر
2	سَاعَةٌ — گھڑی (a watch/clock)	سَاعَتَانِ / سَاعَتَيْنِ — دو گھڑیاں (two clocks)	سَاعَاتٌ — گھڑیاں (clocks)	جمع مؤنث سالم
3	اِمْرَأَةٌ — عورت (a woman)	اِمْرَأَتَانِ / اِمْرَأَتَيْنِ — دو عورتیں (two women)	نِسَاءٌ / نِسْوَةٌ — عورتیں (women)	جمع تکسیر (لفظ ہی بدل گیا)
4	بَيْتٌ — گھر (a house)	بَيْتَانِ / بَيْتَيْنِ — دو گھر (two houses)	بُيُوْتٌ / أَبْيَاتٌ — گھر (houses)	جمع تکسیر

5	طَالِبٌ ــطالب علم(a (student	طَالِبَانِ / طَالِبَيْنِ ــدوطالب علم (two students)	طُلَّابٌ / طَلَبَةٌ ــطلبہ (students)	جمع تکسیر
6	صَالِحٌ ــنیک آدمی(a (righteous man	صَالِحَانِ / صَالِحَيْنِ ــدونیک آدمی(two righteous men)	صَالِحُوْنَ / صُلَحَاءُ ــنیک لوگ (righteous men)	جمع مذکر سالم / تکسیر
7	مُسْلِمٌ ــمسلمان مرد(a (Muslim man	مُسْلِمَانِ / مُسْلِمَيْنِ ــدومسلمان (two Muslims)	مُسْلِمُوْنَ ــمسلمان (Muslims)	جمع مذکر سالم
8	سَارِقَةٌ ــچور عورت(a (female thief	سَارِقَتَانِ / سَارِقَتَيْنِ ــدوچور عورتیں(two female thieves)	سَارِقَاتٌ ــچور عورتیں (female thieves)	جمع مؤنث سالم
9	عَيْنٌ ــآنکھ / چشمہ(an eye / a spring)	عَيْنَانِ / عَيْنَيْنِ ــدوآنکھیں (two eyes)	أَعْيُنٌ / عُيُوْنٌ ــآنکھیں (eyes)	جمع تکسیر
10	مَدِيْنَةٌ ــشہر(a city)	مَدِيْنَتَانِ / مَدِيْنَتَيْنِ ــدوشہر (two cities)	مُدُنٌ / مَدَائِنُ ــشہر(cities)	جمع تکسیر

چند الفاظ کی خصوصی وضاحت

اِمۡرَ اَۃٌ کی جمع "نِسَاءٌ" ہے جو لفظی اعتبار سے اس کا جمع معلوم نہیں ہوتی؛ عربی میں بعض الفاظ کی جمع کسی دوسرے لفظ سے آتی ہے، جیسے اِمۡرَ اَۃٌ کی جمع نِسَاءٌ، اِمۡرَ اَتَانِ کا تثنیہ باقاعدہ بنتا ہے۔ "عَیۡنٌ" کے دو مشہور معنی ہیں: آنکھ اور چشمہ، دونوں صورتوں میں تثنیہ عَیۡنَانِ اور جمع اَعۡیُنٌ آتی ہے؛ قرآن میں آنکھ کے لیے "اَعۡیُن" (سورۃ الاعراف) اور چشمے کے لیے "عَیۡنَانِ نَضَّاخَتَانِ" (سورۃ الرحمٰن) آیا ہے۔ "مَدِیۡنَۃٌ" کی جمع "مُدُنٌ" اور "مَدَائِنُ" دونوں آتی ہیں، قرآن میں "مَدَائِنَ" حشر کے لیے استعمال ہوا ہے۔ "طَالِبٌ" اسم فاعل ہے، اس کی جمع تکسیر "طُلَّابٌ" اور "طَلَبَۃٌ" ہے۔ مؤنث الفاظ سَاعَۃٌ، سَارِقَۃٌ، رَحۡمَۃٌ کے تثنیے میں تاء مربوطہ کھلی "ت" میں بدل گئی ہے، جو مؤنث کے تثنیے کا عمومی قاعدہ ہے۔

ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ غیر عاقل (بے جان چیزوں اور حیوانات) کی جمع، خواہ وہ صورت میں مذکر ہی کیوں نہ ہو، گرامر میں مؤنث واحد کے حکم میں آتی ہے؛ اس لیے کہتے ہیں "هٰذِهِ كُتُبٌ نَافِعَةٌ" (یہ نافع کتابیں ہیں) اور قرآن میں "اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدَاتٍ" اسی اصول کی قرآنی مثال ہے۔ تثنیہ اور جمع کی درست پہچان کے بغیر قرآنی ضمیروں اور فعل کی مطابقت سمجھنا ممکن نہیں، اس لیے ان دس الفاظ کی گردان کو زبانی یاد کرنا چاہیے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ واحد ایک پر، تثنیہ دو پر اور جمع تین یا زیادہ پر دلالت کرتا ہے۔ تثنیہ واحد میں "انِ/یۡنِ" کے اضافے سے بنتا ہے، جمع مذکر سالم "ۥنَ/یۡنَ" سے، جمع مؤنث سالم "ات" سے اور جمع تکسیر واحد کی صورت بدل کر بنتی ہے۔ اوپر دیے گئے دس الفاظ تینوں جمعوں کی نمائندہ مثالیں ہیں اور ان کا یاد کرنا آئندہ یونٹس میں آنے والی آیات کی ترکیب و ترجمے میں براہِ راست کام آئے گا۔

سوال نمبر 5: قرآنی سوالیہ جملوں کا اردو و انگریزی ترجمہ (20 نمبر)

مندرجہ ذیل قرآنی سوالیہ جملوں کا اردو یا انگریزی میں ترجمہ کیجیے۔

مقدمہ

قرآن مجید میں استفہام (سوال) کا اسلوب بکثرت استعمال ہوا ہے۔ کبھی یہ سوال حقیقی جواب طلب کرنے کے لیے ہوتا ہے، کبھی انکار و توبیخ کے لیے (استفہام انکاری)، کبھی تعجب و تنبیہ کے لیے اور کبھی تقریر یعنی مخاطب سے اقرار کرانے کے لیے۔ عربی کے اہم ادوات استفہام یہ ہیں: هَلْ اور ہمزہ (أَ) جو صرف سوال کے لیے آتے ہیں، اور یہ اسمائے استفہام: مَا (کیا)، مَاذَا (کیا)، مَنْ (کون)، مَتَىٰ (کب)، أَيْنَ (کہاں)، كَيْفَ (کیسے)، كَمْ (کتنے)، أَنَّىٰ (کہاں سے / کیسے)، أَيٌّ (کون سا)۔ درست ترجمے کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سوال کا مقصد کیا ہے، کیونکہ ترجمے میں لہجہ اسی کے مطابق رکھا جاتا ہے۔ ذیل میں دس قرآنی سوالیہ جملوں کا اردو اور انگریزی دونوں میں ترجمہ، ماخذ اور مختصر نحوی نوٹ پیش کیا جاتا ہے۔

جدول 6: دس قرآنی سوالیہ جملوں کا ترجمہ

نمبر	قرآنی جملہ	اردو ترجمہ	English Translation	ماخذ / نوٹ
1	وَقَالَ الْإِنسَانُ مَالَهَا؟	اور انسان کہے گا: اسے (زمین کو) کیا ہو گیا ہے؟	And man will say: What has happened to it (the earth)?	الزلزال: 3۔ "مَا" اسم استفہام، تعجب کا سوال
2	أَيْنَ الْمَفَرُّ؟	بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟	Where is the place of escape?	القیامہ: 10۔ "أَيْنَ" مکان کے لیے، "الْمَفَرُّ" مصدر میمی

3	مَتَىٰ نَصْرُ اللهِ؟	اللہ کی مدد کب آئے گی؟	When will the help of Allah come?	البقرہ: 214۔ "مَتَىٰ" زمانے کے لیے، مومنین کی بے تابی کا اظہار
4	كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ؟	آپ کے رب نے کیسا (سلوک) کیا؟	How did your Lord deal (with them)?	الفیل: 1۔ "كَيْفَ" کیفیت کے لیے، الفیل کی طرف اشارہ
5	كَمْ أَهْلَكْنَا؟	ہم نے کتنی ہی (بستیاں / نسلیں) ہلاک کر دیں!	How many (generations) have We destroyed!	الانعام وغیرہ۔ "كَمْ" خبریہ، کثرت بتانے کے لیے
6	أَنَّىٰ لَكِ هٰذَا؟	تمہارے پاس یہ (رزق) کہاں سے آیا؟	From where has this come to you?	آل عمران: 37۔ زکریا علیہ السلام کا مریم سے سوال، "أَنَّىٰ" مکان / سبب کے لیے
7	مَاذَا تَعْبُدُونَ؟	تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟	What is it that you worship?	الشعراء: 70۔ ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے استفہام انکاری
8	أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا؟	کیا تخلیق کے اعتبار سے تم زیادہ مشکل ہو؟	Are you harder in (creation) than the heaven?	النازعات: 27۔ ہمزہ استفہام، منکرین بعث کو جواب

9	هَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ؟	کیا کچھ اور بھی ہے؟	?Is there any more	ق: 30۔ جہنم کی گفتگو، "هَلۡ" سے سوال
10	اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ؟	کیا تم ایمان نہیں لائے؟	?Do you not believe	البقرہ: 260۔ ابراہیم علیہ السلام سے خطاب، اطمینان قلب کے سیاق میں

مختصر تشریح

پہلا جملہ سورۃ الزلزال سے ہے؛ قیامت کے زلزلے پر انسان حیرت سے پوچھے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا۔ دوسرا جملہ سورۃ القیامۃ کا ہے جہاں انسان بھاگنے کی جگہ تلاش کرے گا مگر کوئی مفرّ نہ ملے گا۔ تیسرا جملہ مومنین کی آزمائش کے ذکر میں ہے، جس کے جواب میں فوراً فرمایا گیا: "اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ" (خبردار! اللہ کی مدد قریب ہے)۔ چوتھے جملے میں اصحاب فیل کی ہلاکت کی طرف تعجب آمیز اشارہ ہے۔ پانچویں میں "کَم" خبریہ ہے جو سوال کے بجائے کثرت کی خبر دیتا ہے، اس لیے ترجمے میں تعجب کا لہجہ رکھا گیا ہے۔

چھٹے جملے میں حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے پاس بے موسم پھل دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ یہ کہاں سے آیا، جواب ملتا ہے: "ھُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ"۔ ساتواں جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت پرست قوم سے انکاری سوال ہے۔ آٹھویں جملے میں بعث کے منکروں کو چیلنج ہے کہ انسان کی تخلیق مشکل ہے یا آسمان کی۔ نواں جملہ جہنم کے بھر جانے کے بعد اس کی طلبِ مزید کو ظاہر کرتا ہے۔ دسویں جملے میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم ایمان نہیں لائے، جس پر وہ عرض کرتے ہیں: "بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ" (کیوں نہیں، لیکن اس لیے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے)۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنی استفہام کا ترجمہ سیاق و سباق دیکھ کر کرنا چاہیے۔

ادواتِ استفہام کے معانی کا خلاصہ

حفظ و مراجعے کی سہولت کے لیے ادواتِ استفہام کے بنیادی معانی یہ ہیں: هَلْ اور ہمزہ (أَ) عام سوال کے لیے آتے ہیں جن کا جواب ہاں یا نہ میں ملتا ہے، جیسے "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ"۔ مَا اور مَاذَا غیر عاقل چیز کے بارے میں سوال کے لیے ہیں، مَنْ عاقل (انسان) کے لیے: "مَنْ رَبُّكُمْ؟" (تمہارا رب کون ہے؟)۔ مَتَىٰ زمانے کے لیے: "مَتَىٰ نَصْرُ اللّٰهِ"۔ أَيْنَ مکان کے لیے: "أَيْنَ الْمَفَرُّ"۔ كَيْفَ کیفیت و حالت کے لیے: "كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ"۔ كَمْ تعداد کے لیے آتا ہے اور اس کے بعد تمیز منصوب آتی ہے، البتہ كَمْ خبریہ کثرت کی خبر دیتا ہے اور اس کے بعد اسم مجرور یا مفرد آتا ہے۔ أَنَّىٰ کے دو استعمال ہیں: مکان کے معنی میں (کہاں سے) جیسے جملہ نمبر 6، اور زمانے یا کیفیت کے مفہوم میں بھی آتا ہے۔ أَيٌّ انتخاب و تعیین کے لیے آتا ہے: "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ"۔ ان معانی کو ایک نظر میں یاد کر لینے سے قرآن کی ہر سوالیہ آیت کا پہلا لفظ ہی طالب علم کو ترجمے کی درست سمت بتا دیتا ہے، اور پھر اصل محنت صرف سیاق کے مطابق لہجہ اختیار کرنے میں رہ جاتی ہے۔

ایک تدریسی نکتہ یہ بھی ہے کہ انگریزی ترجمہ کرتے وقت سوالیہ لفظ کا مقام بدل جاتا ہے: عربی میں ادواتِ استفہام جملے کے آغاز میں آتی ہے اور انگریزی میں بھی عام طور پر آغاز ہی میں آتی ہے (What, How, When, Where)، اس لیے یہ جملے نسبتاً آسان ہیں؛ اصل دشواری استفہام انکاری میں ہوتی ہے جہاں انگریزی میں بھی سوال کی صورت برقرار رکھی جاتی ہے مگر ترجمہ نگار کو مفہوم میں انکار و توبیخ کا رنگ شامل کرنا پڑتا ہے، مثلاً "أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا" کا ترجمہ سادہ سوال نہیں بلکہ منکرین کے لیے دلیل و چیلنج ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی سوالیہ جملوں کے ترجمے میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے: ادواتِ استفہام کا درست مفہوم (مَتَىٰ = کب، أَيْنَ = کہاں، كَيْفَ = کیسے، كَمْ = کتنے، أَنَّىٰ = کہاں سے)، سوال کا مقصد (حقیقی، انکاری، تعجبی یا تقریری) اور آیت کا سیاق۔ اوپر دیے گئے دس تراجم انہی اصولوں کے مطابق کیے گئے ہیں اور یہ انداز آئندہ بھی ہر سوالیہ آیت کے ترجمے میں اختیار کرنا چاہیے۔